Khutba No 5

THE FALL

از جنّت

قُلنا یا آدمُ اسکُن انتَ و زوجُکَ الجنّۃَ وکُلا منھا رغَدًا حیثُ شئتُما ولا تقربا ھٰذہِ الشّجرۃَ فتکونا من الظّٰلمین (قرآن)

کہا ہم نے اے آدم تو اور تیری بیوی جنت میں رہو اور کھاؤ اُس میں محظوظ ہو کر جس جگہ چاہو اور نزدیک نہ جاؤ اس درخت کے پھر تم بے انصاف ہوگے

پنجاب رلیجس بک سوسائٹی

انارکلی۔لاہور

۱۹۲۶ء

بار سوم

تعداد ۵۰۰۰

اور خداوند خدا نے آدم کو حکم دیکر کہا کہ تو باغ کے ہر درخت کا پھل کھایا کر لیکن نیک و بد کی پہچان کے درخت سے نہ کھانا کیونکہ جس دن تو اُس سے کھائیگا ضرور مر یگا (پیدایش ۲: ۱۶ و ۱۷)

اور سانپ میدان کے سب جانوروں سے جنہیں خداوند خدا نے بنایا تھا ہوشیار تھا اور اُس نے عورت سے کہا کیا یہ سچ ہے کہ خدا نے کہا کہ باغ کے ہر درخت سے نہ کھانا؟ عورت نے سانپ سے کہا کہ باغ کے درختوں کا پھل ہم توکھاتے ہیں مگر اُس درخت کے پھل کو جو باغ کے بیچوں بیچ ہے خدا نے کہا کہ تم اُس سے نہ کھانا اور نہ اُسے چھونا ایسا نہ ہو کہ مر جاؤ۔ تب سانپ نے عورت سے کہا کہ تم ہرگز نہ مروگے بلکہ خدا جانتا ہے کہ جس دن اُس سے کھاؤگے تمہاری آنکھیں کھل جائینگی اور تم خدا کی مانند نیک و بد کے جاننے والے ہو جاؤگے اور عورت نے جوں دیکھا کہ وہ درخت کھانے میں اچھا اور دیکھنے میں خوشنما اور عقل بخشنے میں خوب ہے تو اُسکے پھل میں سے لیا اور کھایا اور اپنے خصم کو بھی دیا اور اُس نے کھایا تب دونوں کی آنکھیں کھل گئیں اور اُنہیں معلوم ہوا کہ ہم ننگے ہیں اور اُنہوں نے انجیر کے پتوں کو سی کے اپنے لئے لنگیاں بنائیں ✦

اور اُنہوں نے خداوند خدا کی آواز جو ٹھنڈے وقت باغ میں پھرتا تھا سُنی اور آدم اور اُسکی جورو نے آپ کو خداوند خدا کے سامنے سے باغ کے درختوں میں چھپایا۔ تب خداوند خدا نے آدم کو پکارا اور اُس سے کہا کہ تو کہاں ہے؟ وہ بولا کہ میں نے باغ میں تیری آواز سُنی اور ڈرا کیونکہ میں ننگا ہوں اِس لئے میں نے آپ کو چھپایا اور خدا نے کہا تجھے کس نے جتایا کہ تو ننگا ہے؟ کیا تو نے اُس درخت سے کھایا جس کی بابت میں نے تجھ کو حکم کیا تھا کہ اُس سے نہ کھانا؟ آدم نے کہا کہ اِس عورت نے جسے تو نے میری ساتھی کر دیا مجھے اُس درخت سے دیا اور میں نے کھایا۔ تب خداوند خدا نے عورت سے کہا کہ تو نے یہ کیا کیا؟ عورت بولی کہ سانپ نے مجھ کو بہکایا تو میں نے کھایا ✦

اور خداوند خدا نے سانپ سے کہا اِس واسطے کہ تو نے یہ کیا ہے تو سب مویشیوں اور میدان کے سب جانوروں سے ملعون ہوا۔ تو اپنے پیٹ کے بل چلیگا اور عمر بھر خاک کھائیگا اور میں تیرے اور عورت کے اور تیری نسل اور عورت کی نسل کے درمیان دشمنی ڈالونگا۔ وہ تیرے سر کو کچلیگی اور تو اُس کی ایڑی کو کاٹیگا (پیدایش ۳: ۱-۱۵) ✦

بسم اللہ

قُلْنَا یٰۤاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ وَکُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَۃَ فَتَکُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ (البقرہ)

کہا ہم نے اے آدم تُو اور تیری بیوی جنت میں رہو اور کھاؤ اُس میں محظوظ ہو کر جس جگہ چاہو اور نزدیک نہ جاؤ اِس درخت کے پھر تم بے انصاف ہوگے۔

اوّل حمد اُس باری تعالےٰ خالقِ کائنات اور پیدا کنندۂ ارض و سموات کی ذاتِ پاک کے لئے ہے اور بعد اِسکے واضح ہو کہ آیتِ مندرجہ بالا اِس امر پر دلیلِ ساطع اور برہانِ قاطع ہے کہ اللہ جل شانہٗ کا قصد انسان کے حق میں زیورِ حُسن سے آراستہ تھا کیونکہ اُس مالک الملک نے اِنسان کو صالح خلق کیا اور اُسے اعلیٰ مقام بخشا اور عنایاتِ الٰہیہ سے اُسکے ساتھ ہمکلام ہوئے اور اپنا مبارک چہرہ اُس پر جلوہ گر فرمائے سے اُسے ازبس شرفِ امتیاز عنایت کیا اور اُس کی زوجہ سمیت اُسے جنتِ عدن میں سکونت کی بزرگی بخشی جہاں کے مرغوب اثمارِ شیریں سے جو چاہتا تھا کھاتا تھا۔ صرف ایک درخت سے کھانے کو اُسے منع کیا تھا۔

ہم نہیں جانتے کہ آدم کب تک اِس سعادت کی حالت میں قائم رہا۔ آخرکار شیطان نے اُسے ورغلایا اور اُس درخت کو اُس کے سامنے ایسی خوبی و دلفریبی کے ساتھ پیش کیا کہ اُسکے نفس نے اُس کا پھل کھانے کے لئے بہانہ جوئی کی اور کھانے سے اپنے رب کا عاصی ہوگیا اور فوراً قداست کے درجہ سے گرگیا اور جبلی صلاح جو اُس میں تھی فوراً کافور ہوگئی۔ اب اُس کی طبیعت گناہ آلودہ ہوگئی اور نفس بدی کا حکم کرنے لگا اور اُسی وقت اللہ تعالیٰ نے اُس کو جنت سے نکال دیا اور جنت کی حفاظت و نگہبانی کی خاطر آتشی تلوار کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر فرمایا۔

یہ قصہ قرآن و توراۃ دونوں میں قریباً یکساں عبارات میں مندرج ہے۔

یہاں تک کہ الفاظ و معانی دونوں میں بہت کچھ موافقت و مطابقت ہے چنانچہ پیدایش کی کتاب سے دوسرا اور تیسرا باب ملاحظہ کیجئے اور قرآن سے سورۃ بقر کے فقرات ذیل کو مطالعہ کیجئے جن میں مرقوم ہے فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ "یعنی پھر گرا دیا انکو شیطان نے اُس سے پھر نکالا انکو وہاں سے جہاں آرام سے تھے اور کہا ہم نے سب اُترو تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تم کو زمین میں ٹھہرنا ہے اور کام چلانا ہے ایک وقت تک"

ہبوط آدم کے قصہ میں ایک نہایت اہم مسئلہ کی طرف آپ کو متوجہ کیا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ آدم کے گرنے سے تمام بنی آدم یقینی طور پر گرگئے۔ آدم بیشک نیکو خصال اور خوشحال تھا دنیا اُسکے لئے نہایت فرحت و بہجت کا مقام تھی اور ہر طرح سے خیرات و نعم وافر سے پر تھی لیکن صد افسوس کہ وہ اپنے رب کی نافرمانی کرکے عاصی ہوگیا اور گناہ میں گرگیا اور جنت سے نکال دیا گیا۔ خطاکار ہی اُس کی طبیعت ہوگئی اور اُسکی مشقتیں سخت ہوئیں اور موت اُس کا انجام قرار پایا۔ پس جو تباہی و بربادی آدم پر آئی اُنمیں تمام بنی آدم شامل ہوگئے یہانتک کہ تمام روی زمین پر کوئی انسان ایسا نہیں ہے جو حیات دنیاوی کی طرح طرح کی سختی و بدبختی سے بری ہو۔ اب انسان کا نفس خاطی دل شکستہ جسم ماندہ اور دیدہ پرُاشک ہے۔ قبر اُسکے لئے دہن کشادہ اور دائمی عذاب موجود ہے۔ بنی آدم کی بدحالی بہت بڑی ہے چنانچہ قرآن میں اس مضمون پر کافی اور صریح اشارات موجود ہیں مثلاً سورۃ والتین میں یوں مرقوم ہے "البتہ بنایا ہم نے آدمی احسن تقویم پر پھر پھینک دیا اُسکو نیچوں سے نیچے۔ حضرت سلیمان نے بھی ایسا ہی کہا ہے چنانچہ یوں مندرج ہے "اللہ تعالیٰ نے انسان کو مستقیم خلق کیا لیکن بنی آدم نے بہت کچھ اختراع کر لیا"

جب انسان پیدا ہوتا ہے اُسکی طبیعت میں فساد کے خواص موجود ہوتے ہیں طبعی طور پر ہر طرح کی برائی کے مرتکب ہونے کی لیاقت و استعداد رکھتا ہے اور ہر طرح کی عزت و حرمت کی ہتک اُسکے امکان میں ہوتی ہے اور طفولیت ہی میں ان تمام خرابیوں کی علامات اُس میں نمایاں ہوتی ہیں اور اُسکے ساتھ ساتھ ترقی کرتی رہتی ہیں یہاں تک کہ آخر کار اپنی طبعی اور اصلی شکل اختیار کرلیتی ہیں چنانچہ حضرت داؤد نے اپنی ذات میں اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یوں فرمایا ہے "دیکھ میں نے برائی میں صورت پکڑی اور گناہ کے ساتھ میری

ماں نے مجھے پیٹ میں لیا" زبور ۵۱: ۵)۔ اِس امر میں سرکش و خاکسار اور ادنیٰ و اعلیٰ ہر طرح کے لوگ برابر ہیں کیونکہ تمام بنی آدم خطاکار ہیں۔ خطاکاری کی جڑیں اُن کے خون اور گوشت و پوست میں مستحکم ہو گئی ہیں۔ عصیان کا خمیر اُن کے افکار و ارواح اور اُن کے نفوس اور تمام قوای عقلیہ میں سرایت کر گیا ہے اور اس حقیقت پر کلام اللہ کے علاوہ تواریخ و تجارب اور حسی مشاہدات کی طرح سے نہایت قوی اور متفقہ شہادت موجود ہے۔

اب یہ سوال پیش آتا ہے کہ انسان کو یہ فاسد طبیعت کہاں سے ورثہ میں ملی کیونکہ ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ خدا نے اُسکو ایسا ہی پیدا کیا تھا۔ ہم جانتے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ قدوس و پاک ہے اور یہ بات اُس پاک ذات سے ابعد ہے کہ وہ انسان کو خطاکار خلق کرتا کیونکہ حق سبحانہ و تعالیٰ سورۂ اعراف میں یوں فرماتا ہے "جب انہوں نے برائی کی تو کہنے لگے کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو یہی کرتے پایا۔ اسکو کرنا ہمیں اللہ تعالیٰ نے فرما دیا۔ تو کہہ تحقیق وہ برائی کرنے کا حکم نہیں دیتا۔ کیا تم اللہ کے حق میں کہتے ہو جو بات کہ جانتے نہیں ہو" پس اب یہ تسلیم کرنا اور مان لینا واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو صالح خلق کیا تھا لیکن وہ اپنے اختیار سے خود گر گیا اور یہ بات قرآنی بیان سے موافقت رکھتی ہے کیونکہ قرآن میں مرقوم ہے "البتہ پیدا کیا ہم نے انسان کو احسن تقویم میں۔ تحقیق اللہ نے انسان کو مستقیم پیدا کیا" اور اِس کا واجبی نتیجہ ہم کو یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ انسان نے یہ فاسد طبیعت انسانِ اول سے ورثہ میں لی اور اس وراثت کی بنیاد طبیعی تناسل کے تسلسل پر ہے۔ ہبوطِ آدم و بنی آدم کے بارے میں ہماری تقریر و تحریر کا خلاصہ یہی ہے لیکن الحمد للہ کہ جب انسانِ اول گر گیا تو اُس نے اُسے بیکس نہیں چھوڑ دیا اور شتر بے مہار کی طرح آوارگی میں نہیں رہنے دیا بلکہ اُسکی نجات کا ایک طریقہ تجویز کیا اور یہی طریقہ انبیاء و رسل کے ارسال کی علتِ غائی تھا اور اسی غرض سے بنی آدم کی طرف وحیِ الٰہی کے پیغام آئے کتابِ مقدس میں اِس طریقہ کی کافی و وافی تشریح مندرج ہے اور توراۃ میں یہ تشریح نبوت و بشارت کے نام سے نامزد ہے اور عہدِ جدید میں انجیل یعنی بنی آدم کے لئے خوشخبری کہلاتی ہے اور اِس کا خلاصہ توراۃ میں یوں مندرج ہے "وہ اولادِ ابراہیم و اسحٰق و یعقوب سے آئیگا اور عجیب و قدیر انسان ہوگا جو بنی آدم کو اُنکے گناہوں سے نجات بخشیگا"۔

عہدِ جدید یعنی انجیل میں اُس کا خلاصہ یوں مرقوم ہے "یہ بات حق اور کامل قبولیت کے

لائق ہے کہ مسیح یسوع گنہگاروں کو نجات دینے کے لئے دُنیا میں آیا جن میں سب سے بڑا میں ہوں" (اول تیم ۱: ۱۵) پس توراۃ اُن نبوتوں اور تعلیمات اور رسوم کا مجموعہ ہے جن سے اِس بات کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ المسیح جلد آنے والا ہے اور انجیل یہ بتاتی ہے کہ وہ دُنیا کو بچانے کے لئے آگیا ہے اور اہلِ دُنیا کو حیاتِ ابدی بخشتا ہے۔

اب ہم فقط یہی نہیں پڑھتے کہ آدم گر گیا اور جنت سے خارج کیا گیا اور اُسے بہت سا رنج و غم نصیب ہوا اور ہماری کتاب میں محض یہی قصص مندرج نہیں ہیں کہ فلاں شہر برباد کیا گیا اور فلاں شہر کی تعمیر ہوئی۔ فلاں زمانہ و پُشت کے لوگ ہلاک ہو گئے اور فلاں عصر کے لوگوں نے ترقی کی۔ ایک رسول اِس دارِ فانی سے انتقال کر گیا اور دوسرا اُس کی جگہ مبعوث ہوا اور ایک شریعت منسوخ ہو گئی اور دوسری وضع کی گئی وغیرہ وغیرہ کیونکہ اِن اخبار و حالات کے مطالعہ سے ہم کو فقط تاسف اور رنج و غم ہی نصیب ہوتا ہے بلکہ ہم انجیل شریف میں اُس عظیم و کبیر اور قادر نجات دہندہ کا بیان پڑھتے ہیں جو آسمان پر زندہ ہے۔ وہ مسیح اللہ ہے جس نے ہمارے گناہوں کے کفارہ میں اپنی جان دیدی اور نہ فقط ہمارے بلکہ تمام جہان کے گناہوں کے کفارہ میں ہر ایک جو اُس پر ایمان لاتا ہے اور اُسکے خون پر جو صلیب پر بہایا گیا توکّل کرتا ہے نجات پاتا اور تقدیس حاصل کرتا ہے اور انجیل شریف میں یُوں بھی مرقوم ہے "لیکن بیشک مسیح مُردوں میں سے جی اُٹھا ہے اور جو سو گئے ہیں اُن میں پہلا پھل ہوا کیونکہ جب آدمی کے سبب سے موت آئی تو آدمی ہی کے سبب سے مُردوں کی قیامت بھی آئی اور جیسے آدم میں شامل ہونے سے سب مرتے ہیں ویسے ہی مسیح میں شامل ہونے سے سب زندہ کئے جائینگے" (پہلا کرنتھی ۱۵: ۲۰-۲۳)۔ کاش کہ انجیل مبارک کی خوشخبری آپ کے غمزدہ دل سے ہبوطِ آدم کا رنج و غم محو کر کے اُس میں فرحت اور بہجت اور سرور کا ایک ایسا مصفا چشمہ جاری کر دے جسے تمام مصائبِ دُنیاوی کسی طرح سے مکدر نہ کر سکیں +

اے عزیز برادرانِ اہلِ اسلام جب ہم نے دیکھا کہ قرآن ہم کو ہمارے باپ آدم کے گرنے اور تمام بنی آدم کی بدبختی کی نہایت صراحت سے خبر دیتا ہے لیکن جو کئی باتیں آدم نے اپنے رب سے سیکھ لیں اور وہ آدم پر متوجہ ہوا اُن کا کچھ

بیان نہیں کرتا اور اُن کے رازِ سربستہ سے پردہ نہیں اُٹھاتا اسلئے ہم نے مناسب جانا کہ باقی ماندہ قصہ اور آزادی کا حال بھی آپ کو سنائیں۔ جیسا آپ نے ہبوطِ آدم کا تاریک پہلو دیکھا ہے ویسا ہی اُس کی روشن جانب پر بھی نظر کریں تاکہ آپ تعزیت وسلامتی دونوں کو محسوس کریں۔ جس طرح سے آپ نے درد سے واقفیت حاصل کی ہے اُسی طرح سے اُس کی دوا سے بھی واقف ہوں۔ آدم کے سبب سے ہم جنت سے نکالے گئے اور تمام مصائب کا ہدف بنگئے ولیکن مسیح کے وسیلہ سے ہم جنت الفردوس کی طرف جارہے ہیں اور حیاتِ ابدی ہمارا بخرہ ہے۔ آدم کے سبب سے ہم خطاکاری کے ساتھ پیدا ہوئے ولیکن مسیح کے وسیلہ سے ہم نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نئی پیدائش حاصل کی ہے یعنی خدا ہم میں ایک نئی اور صالح طبیعت پیدا کرتا ہے چنانچہ انجیل شریف میں یوں مرقوم ہے "لیکن جتنوں نے اُسے قبول کیا اُس نے اُنہیں خدا کے فرزند بننے کا حق بخشا یعنی اُنہیں جو اُسکے نام پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ نہ خون سے نہ جسم کی خواہش سے نہ انسان کے ارادہ سے بلکہ خدا سے پیدا ہوئے" (یوحنا ۱: ۱۲ و ۱۳)۔ کیا آپ نہیں چاہتے کہ اُس پر ایمان لائیں اور آنے والے غضب سے بچ جائیں؟ ابھی اُس پر ایمان لاؤ۔ آج تو مقبولیت کا وقت ہے لیکن کل حساب کا دن ہوگا۔

تمت

"Approved by the C. L. M. C. and published with the aid of the A. C. L. S. M."
Printed at the P. R. B. S. Press Anarkali, Lahore, by F. D. Warin Esq Secretary.

گناہ کی تعریف

جو کوئی گناہ کرتا ہے وہ شرع کی مخالفت کرتا ہے اور گناہ شرع کی مخالفت ہی ہے (۱یوحنا ۳:۴) +

گناہ کا نتیجہ کیا ہے

گناہ کی مزدوری موت ہے مگر خدا کی بخشش ہمارے خداوند یسوع مسیح میں ہمیشہ کی زندگی ہے (رومیوں ۶:۲۳) +

مسیح گنہگاروں کا کفارہ ہے

تم اسی کے لئے بلائے گئے ہو کیونکہ مسیح بھی تمہارے واسطے دکھ اٹھا کر تمہیں ایک نمونہ دے گیا ہے تاکہ اسکے نقش قدم پر چلو۔ نہ اس نے گناہ کیا اور نہ اسکے منہ سے کوئی مکر کی بات نکلی۔ نہ وہ گالیاں کھا کر گالی دیتا تھا اور نہ دکھ پا کر کسی کو دھمکاتا تھا بلکہ اپنے آپ کو سچے انصاف کرنے والے کے سپرد کرتا تھا۔ وہ آپ ہمارے گناہوں کو اپنے بدن پر لئے ہوئے صلیب پر چڑھ گیا تاکہ ہم گناہوں کے اعتبار سے مر کر راستبازی کے اعتبار سے جئیں اور اسی کے مار کھانے سے تم نے شفا پائی کیونکہ پہلے تم بھیڑوں کی طرح بھٹکتے پھرتے تھے مگر اب اپنی روحوں کے گلہ بان اور نگہبان کے پاس پھر آ گئے ہو +

اے میرے بچو یہ باتیں میں اسلئے لکھتا ہوں کہ تم گناہ نہ کرو اور اگر کوئی گناہ کرے تو باپ کے پاس ہمارا ایک مددگار موجود ہے یعنی یسوع مسیح راستباز اور وہی ہمارے گناہوں کا کفارہ ہے اور نہ صرف ہمارے ہی گناہوں کا بلکہ تمام دنیا کے گناہوں کا بھی (۱یوحنا ۲:۱-۲) +

گنہگار کے راستباز ٹھہرنے کا طریقہ

اسلئے کہ سب نے گناہ کیا اور خدا کے جلال سے محروم ہیں مگر اسکے فضل کے سبب اس مخلصی کے وسیلہ سے جو مسیح یسوع میں ہے مفت راستباز ٹھہرائے جاتے ہیں۔ اسے خدا نے اسکے خون کے باعث ایک ایسا کفارہ ٹھہرایا جو ایمان لانے سے فائدہ مند ہو تاکہ جو گناہ پیشتر ہو چکے تھے اور جن سے خدا نے تحمل کر کے طرح دی تھی انکے بارے میں وہ اپنی راستبازی ظاہر کرے بلکہ اسی وقت اسکی راستبازی ظاہر ہو تاکہ وہ خود بھی عادل رہے اور جو یسوع پر ایمان لائے اسکو بھی راستباز ٹھہرانے والا ہو (رومیوں ۳:۲۳-۲۶) +

خدا کی محبت کا اظہار

کیونکہ جب ہم کمزور ہی تھے تو عین وقت پر مسیح بے دینوں کی خاطر موا۔ کسی راستباز کی خاطر بھی مشکل سے کوئی اپنی جان دیگا مگر شاید کسی نیک آدمی کیلئے کوئی اپنی جان تک دے دینے کی جرأت کرے لیکن خدا اپنی محبت کی خوبی ہم پر یوں ظاہر کرتا ہے کہ جب ہم گنہگار ہی تھے تو مسیح ہماری خاطر موا۔ پس جب ہم اسکے خون کے باعث اب راستباز ٹھہرے تو اسکے وسیلہ سے غضب الہی سے ضرور ہی بچینگے (رومیوں ۵:۶-۹) +